

باب 6

والدین محض انسان ہوتے ہیں

والدین اپنے خاص جذباتی رشتے کی وجہ سے مریض سے خصوصی رعایت اور نرمی کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مریض ان کے اخلاق سے متاثر ہو کر نشہ چھوڑ دے۔ والدین کی مہربانیوں سے اسے حالات بالکل نارمل نظر آتے ہیں لہذا وہ نشہ جاری رکھتا ہے۔ یہ صورت حال "معاونت" کہلاتی ہے۔ "معاونت" سے مراد وہ برتاؤ ہے جو مریض کے دوست احباب اور اہل خانہ بظاہر اسے نشہ کے نتائج سے محفوظ رکھنے کے لیے اختیار کرتے ہیں تاہم اس سے مریض کو زیادہ نشہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ "معاونت" کرنے والے نہیں جانتے کہ وہ لاشعوری طور پر مریض کی نشہ کرنے میں مدد کر رہے ہیں۔

یہ حقیقت کہ والدین بھی محض انسان ہوتے ہیں، اولاد کے رویوں کو بدل سکتی ہے۔ والدین سے جو بن پڑتا ہے۔ اولاد کے لیے ضرور کرتے ہیں، حتیٰ کہ کبھی کبھی حد تجاوز بھی کر جاتے ہیں۔ اسی عادت کے پیش نظر جو نہی نشہ کا مریض کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے والدین اندھا دھند اس کی "مدد" کرنے لگتے ہیں۔ وہ اس کے کئے ہوئے نقصانوں کے تاوان بھرتے ہیں مثلاً نشہ کے لیے جو قرضے لیتا ہے وہ ادا کرتے ہیں، بے قاعدگی کی وجہ سے نوکری کو خطرہ ہو تو اس کی خاطر جھوٹ بولتے ہیں، وہ نشہ میں مدہوش ہو تو پردہ پوشی کیلئے بہانے بناتے ہیں اور اگر وہ قانون ہاتھ میں لے لے تو سفارشیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ انجانے میں وہ ہر ممکن طریقے سے نشہ کے مریض کو پریشانیوں سے بچاتے ہیں اور اس کے ارد گرد بحران کی نشوونما نہیں ہونے دیتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اس رویے سے مریض متاثر ہوگا اور نشہ ترک کر دے گا۔ اُلٹا جب وہ نشہ کی دلدل میں اترتا ہی چلا جاتا ہے تو والدین کو کچھ سمجھ نہیں آتا کہ آخر گڑ بڑ کہاں ہے؟

جب "معاونت" سے حالات اور بگڑ جاتے ہیں تو اکثر والدین "اشتعال" میں آ کر "سختیاں" کرنے لگتے ہیں۔ جسے بھی نشہ کی مریض کے ساتھ رہنا پڑے اس کا اشتعال میں آنا

لازم ہے۔ مریض پر سختیاں کرتے ہوئے نیت یہ ہوتی ہے کہ وہ نشہ چھوڑ دے لیکن وہ اور زیادہ نشہ کرنے لگتا ہے نہ صرف یہ بلکہ خود کو حق بجانب سمجھنے لگتا ہے۔ سختی کے روپوں میں لعن طعن، مار پیٹ، رسیوں سے جکڑنا، کاروبار سے بے دخل، عاق کرنا یا جیل بھجوانا وغیرہ شامل ہیں یہ وہ طریقے ہیں جن سے معاملہ مزید بگڑ جاتا ہے۔

تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جب مریض کے ناجائز روپوں کو اس لیے قبول کیا جاتا ہے کہ وہ دل ہی دل میں شرمسار ہوگا اور اپنے رویے کو بدل لے گا حالانکہ یہ خام خیالی ہوتی ہے کیونکہ نشے کی چادر میں لپٹے ہوئے مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر ہی رہتا ہے۔ نشے کی مدہوشی میں اس کے اعصاب کو جھنجھوڑے بنا اس کے رویے میں کسی تبدیلی کی توقع عبث ہے۔ ضروری ہے کہ اس ناجائز طرز عمل میں کسی طرح بھی شرکت سے پرہیز کیا جائے اور اپنی مدد کو نشے سے نجات کے معاملے تک محدود رکھا جائے۔

ایسے کوئی چھوٹے چھوٹے معاملات اگر آپ نہ سنبھالیں تو نہ صرف مریض کا مزہ کرکرا ہوگا بلکہ نتیجے میں ابھرنے والے بحران مریض کو مجبور کر دیں گے اور وہ نشے سے نجات کیلئے خود آپ سے مدد چاہنے لگے گا۔ اس صورتحال میں وہی مریض جو آج تک آپ کی مدد کو رد کرتا آیا ہے، جب مدد کیلئے آپ کی طرف دیکھتا ہے تو پھر آپ بخل سے کام نہیں لیتے بلکہ فوری طور پر صحیح مدد کے ساتھ آگے بڑھتے ہیں۔

اگر آپ کی محبت صرف مریض کے نشے کو فروغ دے تو یہ بیمار محبت ہوگی۔

ادھر بچے یہ موقف اختیار کرتے ہیں کہ والدین اپنے پیار کا اظہار یا تو بیماری میں کرتے ہیں یا مصیبت میں عام حالات میں وہ والدین سے پیار کے دو بیٹھے بول سننے کیلئے ترستے رہتے ہیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگ اولاد کو دنیا کی ہر نعمت تو مہیا کرتے ہیں اور ان کے آرام اور صحت کا بھی پوری طرح خیال رکھتے ہیں، لیکن اولاد کو پوری طرح جذباتی سہارا نہیں دے پاتے اور چھوٹے چھوٹے معاملات میں جذبات کا ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔

اکثر نوجوان کی زبانی پر یہی شکوہ رہتا ہے کہ والدین اپنے بچوں کے جسموں کی پرورش بہر حال کرتے ہیں لیکن ان کی خودی کو کچل کر رکھ دیتے ہیں۔ وہ ان کے طاقت بڑھانے کیلئے انہیں بھنا ہوا گوشت اور سبزیاں کھلاتے ہیں، لیکن صحیح وقت پر انہیں تحسین و تعریف کے نرم الفاظ سے محروم رکھتے ہیں جو اگر بروقت بولے جائیں تو ان کی یادوں میں سالہا سال تک گیتوں کی طرح کھٹکتے رہیں۔

آپ اپنے نوجوان بچوں کو ایک دن بھوکا رکھنا برداشت نہیں کر سکتے لیکن آپ ہی انہیں مہینوں بلکہ بعض اوقات برسوں تک پر خلوص دلجوئی سے محروم رکھتے ہیں۔ اس وقت یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ نوجوان تحسین و تعریف کے اتنے ہی بھوکے ہوتے ہیں جتنے خوراک کے، اسی لئے تو وہ سارا سارا دن آئینہ کے سامنے کھڑے رہتے ہیں۔

باتیں تو یہ بالکل ٹھیک ہیں! خوبصورت باتیں کرنا کتنا آسان ہوتا ہے، مفت مشورے تو ہر کوئی دے سکتا ہے لیکن عمل کیلئے جس قوت کی ضرورت ہوتی ہے وہ بازار سے نہیں ملتی بلکہ اپنے اندر سے تخلیق کرنا ہوتی ہے۔ یہ فطری جذبے ہیں جنہیں نمو کی ضرورت ہوتی ہے، سوچنے کی بات ہے کب کسی نے ماں باپ کو بچوں کی پرورش کی تربیت دی تھی؟ کل کے بچے آج کے والدین ہیں۔ سوائے کچھ وقت گزرنے کے ان میں کیا فرق پڑا ہے؟

عام لوگ حسن سلوک کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ والدین بھی مریضوں کے ساتھ ایسے ہی اچھے رویے رکھتے ہیں اور پھر مریض سے انہیں اچھے رویوں کی توقع رکھتے ہیں یہ باہمی لین دین کا اصول ہوتا اور مریض اس سے محروم ہوتے ہیں۔ والدین اس دھوکے میں لمبے عرصے تک پھنسے رہتے ہیں جبکہ مریض کے ذہن کا یہ خانہ ہی بند ہوتا ہے۔

ٹف لو کے ذریعے والدین کو اپنے وسائل کا استعمال کرنا سکھایا جاتا ہے کہ وہ اپنے بچوں کو جب وسائل دیں تو جواب میں ان سے اچھے رویوں کی توقع بھی رکھیں، بچے اس عمل کو غیر مشروط چاہتے ہیں جبکہ ہم آپ کو مشروط استعمال کا کہتے ہیں۔ عموماً بچے بہت چھوٹی عمر سے ان اصولوں کو جانتے ہیں لیکن جب والدین ان اصولوں کو نہیں اپناتے تو بچہ یہ سیکھنے لگتا ہے کہ اس کا تعلق والدین سے کچھ اور طرح کا ہے اور دنیا کے ساتھ کچھ اور طرح کا ہے۔

اگر کسی ٹی وی چینل سے اچانک بریکنگ نیوز ملے کہ خدا کی طرح آپ بھی اولاد کے لیے سب کچھ کر سکتے ہیں تو آپ کو کتنا اطمینان ملے گا، لیکن پھر فوراً بعد اس کی تردید آجائے تو آپ کتنی بے بسی محسوس کریں گے؟ آپ کی حالت کچھ ایسی ہی ہے، بہت سے دوسرے والدین کی طرح آپ کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ آپ اپنے بچوں کو بہتر سے بہتر مواقع مہیا کریں، ان کی ضروریات بھر پور انداز میں پوری کریں اور انہیں کسی کمی کا احساس نہ ہونے دیں۔ ایسا سوچتے ہوئے یہ بھول جاتے ہیں کہ بچوں کی ضروریات اور خواہشات کو اس انداز میں پورا کرنے کی جو ذمہ داری آپ لینا چاہتے ہیں وہ آپ کی سکت سے زیادہ ہے۔ آپ خدا نہیں ہیں، اس لیے اپنے بچوں کو وہ سب کچھ نہیں دے سکتے جو وہ مانگتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ آپ فرشتے بھی نہیں ہیں اس لیے آپ سے

انجانے میں غلطیاں بھی سرزد ہو جاتی ہیں۔ ٹھف لو کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ
والدین خدا نہیں ہوتے،
وہ فرشتے بھی نہیں ہوتے،
بلکہ محض انسان ہوتے ہیں!

بظاہر یہ بڑی سادہ سی بات لگتی ہے پھر بھی ہر دم آپ کے شعور میں نہیں رہتی۔ آپ اپنی اولاد پر مہربان ہوں، کوشش کریں، ان کے حالات سنوارنے کے لیے عملی اقدام کریں اور جہاں جہاں ہو سکے انہیں مدد اور راہنمائی فراہم کریں..... یہ سب ٹھیک ہے لیکن آپ ان کے ان داتا نہیں بن سکتے کیونکہ حقیقت میں آپ خود فانی انسان ہیں جو اس زمین پر اپنی بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اولاد خدا کی ایک نعمت اور ہمارے لیے سکون کا ذریعہ ہے بشرطیکہ وہ راہ راست پر ہو۔ اولاد اگر نشے کے جھنجھٹ میں پڑ جائے تو آپ کی زندگی کا بہت سا مزہ کرکرا ہو جاتا ہے اور بہت سی اذیت آپ کے دروازے پر دستک دینے لگتی ہے۔

اپنی اولاد کے لئے آپ کی کچھ امیدیں، خواہشات اور خواب ہوتے ہیں۔ اولاد آپ کے ہاتھوں کا کھلونا اور پیار کا مرکز ہوتی ہے۔ جب آپ کے بچے جوان ہونا شروع ہوتے ہیں تو سب کچھ بدلنا شروع ہو جاتا ہے، معاملات آپ کے ہاتھ سے نکلنے سے نکلنے دیکھائی دیتے ہیں۔ یہ تبدیلی آپ کی امیدوں، خواہشوں اور خوابوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔ آپ سوچ رہے تھے کہ آسانی کے ساتھ ان مسائل سے نمٹ لیں گے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ایک پل میں دنیا بدل گئی اور آپ منہ دیکھتے ہی رہ گئے۔

کبھی کبھی تو آپ اچانک ایسے دھریے جاتے ہیں کہ ذہنی طور پر آپ ان مصیبتوں کے لیے تیار بھی نہیں ہوتے، لیکن قدرت ایسی باتوں میں آپ سے مشورہ کر کے نہیں چلتی۔ اس طرح آپ کو جو جذباتی صدمہ پہنچتا ہے اس میں خواہ مخواہ یہ احساس گناہ پیدا ہو جاتا ہے کہ سب کچھ آپ کی اپنی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے، حالانکہ آپ کی اولاد میں سے ایک آدھ ہی نشے کی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے، باقی تو آپ کی مرضی پر ہی چلتے ہیں۔

والدین کی حیثیت سے آئیڈیل کا تصور آپ کو جنون میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اگر آپ اپنی کمزوریوں اور محدود وسائل کو سمجھتے ہوئے کوشش کریں تب ہی عقل سلیم کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنے بچوں کو ان کوتاہیوں وار زیادتیوں پر معاف کر سکتے ہیں تو آپ اپنی کمزوریوں کے لیے ابھی اپنے آپ کو درگزر کر سکتے ہیں آخر

والدین خدا نہیں ہوتے،

وہ فرشتے بھی نہیں ہوتے،

بلکہ محض انسان ہوتے ہیں!

یہ عقیدہ کہ آپ پرانے طریقوں سے اپنے نشے کے مریضوں کو سنبھال سکتے ہیں آپ کو صرف مایوس گلیوں میں ہی لے جاسکتا ہے کیونکہ آپ کتنی بھی کوشش کریں صحیح طریقوں کے بغیر نشے سے نجات کا تصور تو دیوانے کا خواب ہی رہے گا۔ اس سے آپ یہ اثر لیں گے کہ شاید آپ اپنی اولاد کے لیے بھرپور کوششیں نہیں کر رہے۔ جن والدین کے بچوں نے پہلے ہی ان کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہونا کامی کا احساس ان کے لیے تباہ کن ہوتا ہے۔ جب وہ پہلی دفعہ ٹف لو کے نظریات سنتے ہیں تو وہ صاف طور پر انہیں سمجھ نہیں پاتے۔ آپ کی زندگی کا ایک ہی رخ نہیں ہوتا، ایک طرف آپ والدین کا کردار نبھا رہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف آپ روٹی روزی کی فکر کرتے ہیں، تیسری طرف معاشرہ میں اپنا کردار نبھانے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ گھر میں کپڑے دھونے کی مشین بگڑ گئی، ٹیلی ویژن کی ٹیوب جل گئی، نلکے سے پانی رس رہا ہے، ان سب کی فکر بھی آپ کو ہی کرنی پڑتی ہے، یہی نہیں بلکہ ہمسایوں کو بھی توجہ دینی پڑتی ہے، ان کا بچہ پتنگ بازی کرتے ہوئے آپ کے گھرتا تک جھانک کرتا ہے تو آپ کو چپ رہنا ہوتا ہے اور آپ کا بچہ اونچی آواز میں ڈیک بجائے تو اسے روکنا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔ آج برتن کپڑے دھونے والی نہیں آئی، کل صفائی والے نے چھٹی کے لیے کہا ہے، پراپرٹی ٹیکس پہلے سے زیادہ آیا ہے، بجلی کا بل آج ہی ادا کرنا ضروری ہے، اُف ایسے میں یہ احساس اور تقویت پکڑتا ہے کہ والدین خدا کی طرح ہر چیز پر قادر نہیں ہوتے، وہ تو فرشتے بھی نہیں ہوتے بلکہ محض انسان ہوتے ہیں۔

مسلسل غم و غصے میں رہنا بہت اذیت ناک ہے۔ دکھ درد اور محبت کی جذبات کو بدلنا آسان نہیں، ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے کہ آپ کے احساسات مجروح ہو جائیں گے اور آپ کچھ نہیں کر پائیں گے۔ نوجوانوں کو یہ خیال کبھی نہیں آتا کہ وہ نشے سے بحالی کی کچھ ذمہ داریاں خود سنبھالیں، وہ ہر مسئلے میں نشے سے رجوع کرتے ہیں اور منطقی انداز میں نہیں سوچتے، دراصل وہ سوچ ہی نہیں پاتے۔ نشے کے علاوہ بھی انہیں کسی نہ کسی چیز پر انحصار کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ بچپن سے ہی وہ آپ پر انحصار کرتے آئے ہیں، خود آپ نے انہیں کبھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے پر مجبور نہیں کیا، بلکہ ان کی ذمہ داریاں خود ہی پوری کرتے رہے، آپ قدم قدم پر نہیں تحفظ فراہم کرتے آئے ہیں۔

اب بھی آپ یکدم انہیں دھکا نہیں دے سکتے لیکن اپنے نئے طرز عمل سے ان کو سنبھالنے کا موقع دے کر نشے سے نجات اور اپنی دیگر مہ داریاں نبھانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ نشے سے بحالی اسی صورت میں ممکن ہو سکتی ہے جب وہ دوسروں پر مکمل انحصار ترک کر کے اپنا بوجھ خود اٹھانے کی کوشش کریں، این اے کے پروگرام میں ڈھل جائیں اور اپنے محدود پن کو تسلیم کر لیں۔ آپ کی خواہش یہ ہونی چاہیے کہ نوجوان آپ پر مکمل انحصار ترک کر کے آپ کے ساتھ مدد اور تعاون کا لین دین دو طرفہ بنیاد پر کریں۔

بچے والدین سے اپنی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل چاہتے ہیں اور اسے اپنا حق سمجھتے ہیں لیکن وہ کبھی یہ نہیں سوچتے کہ انہیں بھی بدلے میں کچھ دینا ہے۔ والدین کی یہ سوچ کہ اپنے بچوں کی ہر ضرورت کو پورا کرنا ان کا فرض ہے اور بدلے میں انہیں کچھ نہیں چاہیے، کارآمد نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ انہیں اپنے بچوں سے مادی چیزیں نہ چاہئیں ہوں لیکن انہیں احترام تو چاہیے۔ والدین کی جذباتی ضروریات کا پورا ہونا تو ضروری ہے، انہیں سکون اور اطمینان تو چاہیے۔ بچے انہیں مادی چیزیں نہیں دے سکتے تاہم ان کو احترام تو دے سکتے ہیں، ان کی جذباتی ضروریات کا خیال تو رکھ سکتے ہیں۔ بچے ایسے رویے اپنا سکتے ہیں کہ ان کے والدین ان پر فخر کر سکیں۔ والدین کو بچوں کو برابر یہ پیغام دیتے رہنا چاہیے کہ اگر وہ والدین سے اپنی ضروریات پوری کرنے کے خواہش مند ہیں تو بدلے میں والدین بھی ان سے کچھ امیدیں رکھتے ہیں جنہیں پورا کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ان کی ضروریات کا پورا ہونا اور اگر بچے شروع میں اس حوالے سے اپنی لاعلمی کا اظہار کریں تو آپ ان کی رہنمائی کر سکتے ہیں کہ کسی طرح وہ آپ کی امیدوں کو پورا کر سکتے ہیں۔ بچوں کے ساتھ کچھ لینے اور دینے کے اصول کو یقینی بنائیں اور پھر تسلسل سے اس پر عمل پیرا رہیں۔

نشے کے مریض اکثر کہتے ہیں کہ ہمارے والدین ہمیں سمجھ نہیں پائے!

وہ سچ کہتے ہیں۔ آپ واقعی انہیں سمجھ نہیں پائے۔ اگر آپ اس بات پر غور کریں اور انہیں سمجھ لیں تو آپ کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ آپ کو اس وہم سے نکلنے کی ضرورت ہے کہ آپ ان بچوں کو بچپن سے دیکھتے آئے ہیں اور انہیں اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ بچے جو اثرات معاشرے سے قبول کرتے ہیں ان کو روز کے روز سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ بظاہر آپ کو اپنے بچوں کے اندر ناپسندی بہت ناگوار لگتی ہے لیکن خود بچے ناپسندی کے ہاتھوں مجبور ہو کر الٹی سیدھی حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ کو گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ بچوں میں زیادہ سے زیادہ خرابیاں نظر آتی ہیں، آپ زمانے پر بے لاگ تبصرے کرتے ہیں لیکن آپ کو اپنا

آپ صاف طور پر نظر نہیں آتا۔

ادھر آپ کے بچوں کو صرف اپنا آپ نظر آتا ہے، انہیں اور کچھ نظر نہیں آتا۔ آپ اونچے تخت پر بیٹھ کر اپنے بچوں کی تقدیر کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تو مناسب بات نہیں ہے نا!

تقدیر کا مالک تو وہ خالق کائنات ہے جو آپ کی اور ان کی شرگ سے بھی نزدیک ہے۔

کسی نہ کسی پہلو سے سبھی والدین ناکامی کا منہ ضروری دیکھتے ہیں اور یہ ایک طرح سے اچھا ہی ہے ورنہ تو آپ اپنے آپ کو ہر چیز پر قادر سمجھنے لگیں گے اور پھر جب آپ کو کوئی بڑا جھٹکا لگے گا تو آپ خود بھی سنبھل نہیں پائیں گے۔ والدین اولاد کو وہ سبق پڑھا سکتے ہیں جو وہ خود پڑھ چکے ہوں گو کہ ان میں سے کچھ سبق نئی نسل کے لئے موزوں نہیں ہوتے۔ ہر نسل کے انسانوں کو نئے معیارات کی ضرورت ہوتی ہے لیکن پرانے معیارات کو یکسر چھوڑ دینا بھی مناسب نہ ہوگا۔ مناسب راستہ یہ ہوگا کہ آپ نئے اور پرانے معیارات کا امتزاج اپنائیں۔

والدین اس عبوری دور پر ہیں جہاں انہوں نے تربیت کے پرانے اور "سخت" طریقے چھوڑ دیئے ہیں، تاہم انہوں نے تربیت کے نئے، بہتر اور نرم طریقوں کو نہیں اپنایا۔ بچوں کے ساتھ معاملات طے کرنے کے لیے انہیں مہارت کی ضرورت ہوتی ہے، اس مہارت کا تعلق گفت و شنید سے ہے۔

کتنا خوش کن خیال ہے کہ اب آپ یہ بھی جان گئے ہیں کہ آپ کے مسائل سکون اور توجہ چاہتے ہیں، کہیں نہ کہیں، کوئی نہ کوئی راستہ اب بھی باقی ہے جو روشن منزل کی طرف جاتا ہے۔ اطمینان کی بات یہ ہے کہ آپ نے اپنا اُدھورا پن تسلیم کر لیا ہے۔

آپ جان گئے ہیں کہ

والدین خدا نہیں ہوتے،

وہ فرشتے بھی نہیں ہوتے،

بلکہ محض انسان ہوتے ہیں!

والدین سے مریضوں کے رنجیدہ رہنے کی ایک وجہ نشے کا براہ راست اثر بھی ہے۔ آپ کو جان لینا چاہیے کہ چرس کے استعمال سے نوجوانوں کا دماغ بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے، آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگئی کہ کئی نوجوان تو چرس کا استعمال کرتے ہی اس لیے ہیں کہ اس طرح انہیں بزرگوں سے نشینے میں آسانی رہتی ہے۔ شراب بے جھجک کر دیتی ہے، ہیروئن کا نشہ تو اتنا مجبور

کر دیتا ہے کہ مریض کچھ بھی کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ کچھ نوجوانوں کو یہ وہم ہوتا ہے کہ وہ مرکز نگاہ ہیں اور ہر چیز ان کے ارد گرد گھومتی ہے۔ دراصل بچپن میں یہ تصور آپ اپنے رویوں سے خود ہی بچوں کے دل میں پختہ کر دیتے ہیں لیکن پھر بدلتے ہوئے وقت کے ساتھ جب وہ جوان ہوتے ہیں تو یکا یک انہیں ان کی اصل اوقات یاد دلانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ان کا بدکنا قدرتی بات ہے۔ حالانکہ آپ انہیں شروع سے ہی ان کی حقیقی شخصیت کے ساتھ یہ تاثر دے سکتے تھے کہ وہ دنیا کا ایک حصہ ہیں، خود اپنی ذات میں دنیا نہیں، لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بالغ ہونے کے باوجود بلوغت کو نہیں پہنچ پاتے اور غم و غصہ صا نڈیلتے رہتے ہیں۔ جس گھر میں بھی نشے کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اس گھر میں یہ ایک نیا مسئلہ ہوتا ہے جسے پرانے طریقوں سے حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ نئے مسائل ہمیشہ نئے حل کا تقاضا کرتے ہیں لیکن بد قسمتی سے نشے کی بیماری سے پریشان حال والدین کی حیثیت سے آپ کو کچھ سمجھانی نہیں دیتا۔

اب تو نشے کی مسئلہ ایک وبا کی شکل اختیار کر چکا ہے اور ہم سب اس کی لپیٹ میں ہیں۔ ڈینٹس کا فیشن ایبل علاقہ ہو یا دہلی دروازہ کا کوچہ چاک سواریاں، والدین اور اولاد کے درمیان نشے کے موضوع پر خانہ جنگی ایک عام سی بات ہے۔ یہ ایک ایسی جنگ ہے جس میں کوئی نہیں جیتتا، سبھی ہار جاتے ہیں جب تک نوجوان نشے میں سوٹھو کریں نہ کھائیں، کانوں کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ وہ صاف نہیں کہتے لیکن ابتداء میں نشے کا حق اور مادر پدر آزادی مانگتے ہیں لیکن کچھ کھونا نہیں چاہتے۔ بہر حال کوئی چاہے یا نہ چاہے نشے میں سب کچھ کھو جاتا ہے۔ نوجوان سمجھتے ہیں کہ والدین ان کے لیے سب کچھ کر سکتے ہیں اور جب والدین اس معیار پر پورے نہیں اترتے تو رنجیدہ ہو کر جنون میں اپنے والدین کی حیثیت کو ہی چیلنج کر ڈالتے ہیں۔ وہ شاک ہوتے ہیں کہ والدین ان کے لیے کچھ کرنا ہی نہیں چاہتے ورنہ سب کچھ ان کے بس میں ہے۔

ہوسکتا ہے آپ زیادہ تعلیم یافتہ نہ ہوں، ہوسکتا ہے آپ بچوں کی تربیت کے بھی ماہر نہ ہوں، آپ لاپرواہ، رنجیدہ، دقیانوس اور غصیلے بھی ہو سکتے ہیں، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ بچوں کی مناسب دیکھ بھال نہ کر پائے ہوں لیکن اس بات میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ آپ اپنے بچوں سے بہت محبت کرتے ہیں اور ان کے سچے ہمدرد ہیں۔ باقی آپ کی کوتاہیاں بالکل آپ کے ساتھ ہیں کیونکہ

والدین خدا نہیں ہوتے،

وہ فرشتے بھی نہیں ہوتے،

بلکہ محض انسان ہوتے ہیں!

بہتر ہے کہ آپ والدین کی چھیت سے کاملیت کا خط دل و دماغ سے نکال دیں اور ایسا طرز عمل اختیار کریں جو تھوڑا تھوڑا لیکن آج اور ابھی آپ کے دکھتے ہوئے زخموں پر مرہم رکھ سکے۔ والدین کے ایسے رویے جن کے نتیجے میں مریض نشہ ترک کرنے اور علاج کے لیے رجوع کرنے پر آمادہ ہو اصلاحی کہلاتے ہیں۔ اصلاحی رویوں میں آپ مریض کو حدود کا پابند کرتے ہیں۔ اصلاحی رویے بظاہر مشکل اور عجیب نظر آتے ہیں لیکن جب اشتعال انگیزی سے حالات بگڑ جاتے ہیں تو ان کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔ اصلاحی رویے غم و غصے اور مار پٹائی سے پاک ہوتے ہیں۔ دوسری طرف غم و غصے سے نجات کے لیے نشے کی بیماری کو حقیقی طور پر بیماری تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اصلاحی رویوں میں آپ مریض پر اس کے عمل (نشہ) اور اس کے نتیجے میں (بربادی) کے درمیان گہرا تعلق ثابت کرتے ہیں۔

مریض کے نشے کی مقدار کو کنٹرول کرنا چھوڑ دیں۔ نشے کی مقدار تو خود مریض بھی کنٹرول نہیں کر سکتا۔ ہاں! وہ نشہ مکمل چھوڑ سکتا ہے۔ مقدار کنٹرول کرنا کوئی علاج نہیں، محض چورسپاہی کا کھیل ہے۔ مریض کو پھوکی دھمکیاں نہ دیں۔ جو کہیں اس پر عمل کر دکھائیں اور جس پر عمل نہیں کرنا وہ نہ کہیں۔ یہ رویہ عام زندگی میں بھی اپنائیں، مریض کے حالات دیگر والدین تک پہنچائیں، بیماری کو راز نہ بنائیں۔ مریض کی "تقسیم کرو اور نشہ کرو" کی پالیسی ناکام بنائیں۔ مریض سے تنہا تنہا معاملات طے کرنے کی بجائے تمام والدین مل کر یعنی اجتماعی قدم اٹھائیں اور مریض کو موقع فراہم نہ کریں کہ آپ کو نقصان پہنچائے۔

ہر وقت مریض کے پیچھے نہ پڑے رہیں، یاد رکھیں طیش اور آنسو صرف صحت خراب کرنے کا نسخہ ہیں۔ آپ کے اذیت لینے سے مریض کا کوئی بھلا نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اپنی صحت کا خیال رکھیں۔ خالی برتن سے کسی کو کچھ نہیں دیا جاسکتا۔ دنیا داری، کاروبار اور زندگی کی گاڑی کو چلتا رکھیں۔

جب تک نشے کی بیماری پر آپ کا علم کافی نہ ہو تو مریض سے بحث مباحثہ نہ کریں۔ ایسا کرنے سے محض لڑائی جھگڑا بڑھے گا۔ نشے کے مریض کا کیا کہنا، صحت مند لوگ بھی اپنا تصور آسانی سے نہیں مانتے۔ مریض سے تبادلہ خیال آسان نہیں ہوتا۔ اگر آپ اس کی اصلاح چاہتے ہیں تو آپ کو تربیت کی ضرورت ہوگی۔ مریض سے وعدے بھی نہ لیں، وعدے اس مرض کا علاج نہیں۔ علاج کے بارے میں عام تصور یہی ہے کہ ہفتہ دس دن کسی علاج گاہ میں رہنے سے مریض

صحت مند ہو جاتا ہے، یہ قطعی غلط تصور ہے۔ علاج میں مریض کی بیمار سوچوں کو بدلنا ہوتا ہے جس کیلئے کم از کم تین ماہ کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ مریض کے قرضے ادا نہ کریں، اس کے فرائض اپنے ذمہ نہ لیں۔ کاروبار اور خوشی غمی سے اس کی غیر حاضری پر بہانے نہ بنائیں۔ وہ نشے میں دھت ہو تو اس کی حفاظت کے لیے چوکیدار نہ کریں۔ اس کی خاطر جھوٹ بولنے یا اپنی اخلاقی اقدار قربان کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ نشہ کرتے ہوئے پکڑا جائے تو ناجائز مدد نہ کریں۔ مریض کو اپنے اعمال کے نتائج بھگتنے دیں۔ بحران مریض کی اس خود فریبی کو توڑتا ہے۔ خود اس کوئی تکلیف نہ دیں لیکن جو تکلیفیں نشے کے باعث اس کی طرف بڑھیں ان کو اپنی جان پر نہ لیں۔ اگر نشے کا مزہ اسے پہنچتا رہا اور تکلیفیں آپ کو تو وہ نشہ کیوں چھوڑے گا؟ صرف مریض ہی وہ واحد شخص ہے جو ان تکلیفوں سے فائدہ اٹھانے کی پوزیشن میں ہے۔ جب آپ اس کے ذہن میں یہ بات بٹھانے میں کامیاب ہو جائیں کہ اس کی تکلیفوں کی وجہ آپ نہیں بلکہ نشہ ہے تو پھر وہ آپ سے نہیں نشے سے نفرت کرے گا۔

